JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

Use of Parody in Brahui Literature

براہوئی ادب میں پیروڈی کا استعمال

محمد عمران
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل، اسلام آباد
چراغ ودار
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل، اسلام آباد
ناصر علی
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل، اسلام آباد

Muhammad Imran
Lecturer, Pakistani Languages Department NUML Islamabad.
Chiragh Wadar
Lecturer, Pakistani Languages Department NUML Islamabad.
Nasir Ali
Lecturer, Pakistani Languages Department NUML Islamabad.

Abstract

This research article will explain the use of Parody in Brahui literature. Being an old language, Brahui literature is also progressing day by day. Now, this language has entered into modern era. Prose and Poem are being written on creative basis in Brahui literature. It has developed that much as all genres of literature have been used in this language. Parody is the part of Humor literature and it is used to imitate the style of a serious poetry with deliberate exaggeration for comic effect. Brahui literature is rich in humor. Numerous books have been published of humor literature. Jabbar Yar is the first poet of Brahui language who use the genre of Parody in Brahui language. Then Abdullah Johar showed his ability in Parody writing. In his book named "Takoo ta Teeki", he has written some parodies of famous Brahui poet's poetry.

Key words: Brahui language, Modern Literature, Genre, Parody, Jabbar Yar, Abdullah Johar, Ahmed Naeem.

براہوئی زبان ایک قدیم زبان کی حیثیت سے وجود رکھتی ہے۔ اس کے آثار قدیم تہذیبوں کے دریافت شدہ آثار میں ملتے ہیں۔ بلوچستان کی سرزمین جہاں پر ہزاروں سال پرانی تہذیب مہرگڑھ سے دریافت ہوئی ہے ماہرین آثار قدیمہ اس حوالے سے رقمطراز ہے کہ یہاں کے دریافت شدہ تہذیب کے لوگوں کا زبان براہوئی رہاہے۔ چونکہ براہوئی زبان کی تاریخ ابھی تک واضح طور پر نہیں لکھی گئی ہے۔ بہت سے مورخین اور ماہرین لسانیت نے مختلف آراء اور نظریات پیش کیے ہیں۔ کچھ ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ براہوئی دراوڑی خاندان سے تعلق رکھتاہے تو کچھ کا کہنا ہے کہ یہ ہند آریہ زبانوں کے خاندان سے تعلق رکھتاہے۔ ہمارے اس ریسرچ پیپر کا ہرگز مقصد براہوئی زبان کے تاریخ کو زیر بحث نہیں لاناہے بلکہ اس پیپر میں براہوئی زبان و ادب میں ادبی اصناف میں پیروڈی پر تخلیق کردہ مواد کا جائزہ لیناہے۔ زبان کی ترقی کا راز اس کے ادب کے اصناف کو زیر تحریر لانا اور تخلیق کرناہے۔ جس زبان کے ادب میں جتنا زیادہ تخلیق ہوا ہے وہ اتنا ہی ترقی کرچکا ہے۔ یہاں سے ہمیں زبان کی ترقی کا راز معلوم ہوا۔ براہوئی زبان بھی دور جدید میں ترقی کے منازل طے کررہی ہے۔ ادبی اصناف پر بہت سے تخلیقات ہوچکے ہیں اور مزید ہورہے ہیں۔ ان ادبی اصناف میں ایک صنف ہے پیروڈی جو کہ منظوم ادب کا حصہ ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ادب کے دو حصے ہوتے ہیں ایک منظوم ادب اور دوسرا منثور ادب۔ نظم اور نثر ادب کے اظہار کے لیے وسیلے کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ دنیا ان کے ذریعے سے ادب کا اظہار کرتی ہے۔ منظوم ادب ایک خاص ترکیب میں نوشت ہوتی ہے۔ اس میں تخلیق کار علم عروض کا پابند ہوتا ہے۔ اس میں دو چیزیں بہت ہی اہم ہوتی ہے، ایک خیال یا موضوع اور دوسرا ہیئت یا فارم۔ اگر ہم مزید اس کو پرکھے تو اس کی مختلف اقسام واضح ہوجائیں گے۔ شاعری کی بلحاظ موضوع دس قسمیں ہیں:

1۔ حمد 2۔ نعت 3۔ غزل 4۔ قصیدہ 5۔ مرثیہ 6۔ شہر آشوب

7۔ واسوخت 8۔ ریختی 9۔ پیروڈی 10۔ گیت

پھر اسی طرح بلحاظ ہیئت اس کی سات قسمیں ہیں:

1۔ مثنوی 2۔ رباعی 3۔ قطعہ 4۔ مسمط 5۔ ترکیب بند

6۔ ترجیع بند 7۔ مستزاد

یوں جدید نظم کے چار اشکال پر مشتمل ہوتا ہے:

1۔ پابند نظم 2۔ معریٰ نظم 3۔ آزاد نظم 4۔ سانیٹ

پھر اسی طرح منثور ادب کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک افسانوی ادب اور دوسرا غیر افسانوی ادب۔ افسانوی ادب کے چار قسمیں ہیں:

1۔ داستان 2۔ ناول 3۔ افسانہ 4۔ ڈرامہ

یوں غیر افسانوی ادب میں فکشن کے علاوہ ہر طرح کی نثری تحریریں شامل ہیں۔ اس کی متعدد شکلیں ہیں:

1۔ مضمون 2۔ مقالہ 3۔ انشائیہ 4۔ سوانح 5۔ آپ بیتی 6۔ مکتوب

7۔ خاکہ 8۔ تبصرہ 9۔ طنز و مزاح 10۔ سفرنامہ 11۔ ترجمہ 12 نثر لطیف (نثری نظم)

13۔ اقبالیات۔1

اتنی بڑی تمہید باندھنے کا مقصد صرف اور صرف پیروڈی اور طنز و مزاح کے فرق کو جاننے کا تھا۔ اب ان ادبی اصناف کے فرق معلوم ہونے پر واضح ہو گیا ہے پیروڈی منظوم ادب کا حصہ ہے اور اس کو شاعری کے شکل میں تخلیق کیا جاتا ہے اور طنز و مزاح منثور ادب کا حصہ ہے اس کو مضمون کے شکل میں نوشتہ کیا جاتا ہے۔

براہوئی ادب میں پیروڈی کی جانب بڑھنے سے پہلے یہاں ہم پیروڈی کی تعریف اور مطلب کو مختلف لکھاریوں کے تحقیقی نوشت سے معلوم کریں گے پھر براہوئی ادب میں اس کے استعمال کا تجزیہ لیں گے۔

پروفیسر ظہیر احمد صدیقی پیروڈی کے تعریف اور مطلب کو یوں بیان کرتا ہے،

"کسی سنجیدہ چیز کو مضحکہ خیز بنا دینا یا کسی راست بات کو اُلٹ پھیر (Topsy-Turvy) کے ساتھ بیان کردینے کو پیروڈی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پیروڈی محض الفاظ کے اُلٹ پھیر کا نام ہے۔ یہ ذہانت کا فن ہے۔"2

ڈاکٹر وزیر آغا پیروڈی کے تعریف میں کچھ اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے:۔

"پیروڈی یا تحریف کسی تصنیف یا کلام کی ایک ایسی لفظی نقالی کا نام ہے جس سے اس تصنیف یا کلام کی تضحیک ہوسکے۔ اپنے عروج پر اس کا منتہا ادبی یا نظریاتی خامیوں کو منظرِ عام پر لانا ہوتا ہے۔"3

پیروڈی کے تاریخی پس منظر کے بارے میں مظہر احمد اپنی کتاب "پیروڈی" کے مقدمہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"قدیم یونان میں سنجیدہ نغموں کو مضحک پیرائے میں بدل دینے کے فن کو پیروڈیا کہا جاتا تھا۔ ایسے نغمے اکثر وہ گیت ہوتے تھے جو جنگوں کے دوران نغمہ سرا فوجوں میں جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لیے گاتے تھے۔ جنگ کے بعد اکثر اشخاص ان نغموں کو الفاظ کے ردّ و بدل کے ساتھ مزاحیہ رنگ دے دیا کرتے تھے۔ اور اپنی خشک اور خوفناک زندگی میں کیف و سرور کے چند لمحے پالیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ پیروڈی کا یہ چلن عام ہوتا گیا اور اس نے ادبی حیثیت اختیار کرلی۔"4

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

شوکت تھانوی پیروڈی کو مزید آسان الفاظ میں واضح کرتے ہوئے مظہر احمد کی کتاب "پیروڈی" کے پیش لفظ میں "کچھ پیروڈی کے بارے میں" کے عنوان سے یوں پیروڈی کے بارے میں لکھتاہیں:۔

"ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ حالات ہی دراصل ان حالات کی پیروڈی ہیں۔ جن سے ہم کبھی گزر چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ زندگی جتنی بسر کرنا تھی وہ تو بسر کر چکے ہیں۔ اب زندگی کی پیروڈی کر رہے ہیں۔ ان حالات میں جب انسان خود اپناہی کارٹون بن گیا ہے۔ اور جب اس کا اسلوب زندگی بجائے خود پیروڈی ہے اسی کے پچھلے اسلوبِ زندگی کی، اس سے کسی پیروڈی کی کیااُمید ہوسکتی ہے۔ پیروڈی کرنا وہ فن ہے جس کا فن کار اگر جیل اور موت دونوں سے بچ گیاتوخود اپنے اسی فن کا شاہکار بن کر رہ جاتا ہے اور اس کی کسی کاوش پر نہیں بلکہ خود اسی پر دنیاہنسنے لگتی ہے۔"5

درج بالا پیراگراف سے پیروڈی کی واضح طور پر تعریف اور مطلب کو بیان کیا گیا۔ لیکن پیروڈی کی یہ تعریف مکمل نہیں ہے اور نہ ہی پیروڈی کے استعمال یہاں تک محدود ہے۔ البتہ ایک قسم کی پیروڈیوں کا اطلاق مندرجہ بالا تعریف پر کیا جاسکتا ہے۔ اصل پیروڈی کا تعلق تنقید سے ہے۔ یہ تنقید کی سب سے لطیف اور مؤثر صنف ہے۔ پیروڈی کے ذریعے ہنسی ہنسی میں ایسی تنقید ممکن ہوجاتی ہے جو عام حالات میں شاید قابل قبول نہ ہو۔ کسی ادب پارے میں بڑھتی ہوئی جذباتیت، کسی خاص اسلوبِ بیان کی مخالفت، یاانفرادیت کی جذباتیت پیروڈی کا شکار ہوسکتے ہیں۔6

براہوئی زبان ادب دنیاکے دوسرے زبانوں کے طرح شب وروز ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ قدیم سے جدید میں قدم رکھتے ہے اس کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ ادب کا کوئی ایساصنف نہ ہو کہ براہوئی میں اس میں تخلیق باقی رہ گیا ہے۔ مطلب براہوئی زبان وادب میں اتنی تخلیقات ہو چکے ہیں جو ایک زندہ زبان کے ادب کے لیے لازمی ہے۔ براہوئی زبان کے نامور ادباء اور شعراء حضرات اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے براہوئی زبان وادب کو دنیا میں اجاگر کر دیا ہے۔ آج کے جدید زمانے میں ادب کے جتنے جدید اصناف متعارف ہوئے ہیں براہوئی کے دانشوروں نے ان میں طبع آزمائی کی ہے۔ پیروڈی کے صنف میں بھی براہوئی زبان وادب میں کافی تخلیقات ہوئے ہیں۔

حمید عزیز آبادی اپنی ایک مضمون میں براہوئی ادب کے جدیدیت کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ براہوئی ادب میں جدید شاعری کا آغاز 1960ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی خاص بات یہ ہے کہ اسی دور میں براہوئی ادب کی ترقی وترویج میں سب سے اہم رول ٹیلی ویژن، ریڈیو اور ماہنامہ رسائل وجرائد نے ادا کیے۔ اس دور میں بہت سے ادبی تنظیمیں بھی وجود میں آئے۔ اس دور کے بارے میں قیوم بیدالکھتا ہے کہ اس دور میں براہوئی غزل نے عروج پایا۔ اس کے علاوہ آزاد نظم، پیروڈی، مرثیہ، رباعی، قطعہ ان سب اصناف پر طبع آزمائی ہوئی۔7

ڈاکٹر لیاقت سنی اپنی کتاب "براہوئی پوسکن آشاعری" میں پیروڈی کے لیے جو لفظ براہوئی میں استعمال کیاہے وہ ہے "بوگی ورند"۔ اس کا تعریف یوں بیان کرتا ہے کہ کسی سنجیدہ شعر کی مزاحیہ انداز میں نقل اتارنا ادبی اصطلاح میں پیروڈی کہلاتا ہے۔ لفظ پیروڈی یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی "جوابی نغمہ" ہے۔

براہوئی زبان میں پیروڈی کی ابتدا کے حوالے سے ڈاکٹر لیاقت سنی لکھتا ہے،

"براہوئی شاعری میں پیروڈی کا حصہ جبار یار کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ مرحوم جبار یار پہلا براہوئی شاعر ہے جس نے پیروڈی کو براہوئی ادب میں متعارف کروایا۔ اس کو ایک خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ جبار یار جیسے طنزومزاح کے شاعری کا بادشاہ تھا ویسے ہی پیروڈی کی تخلیق میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔"8

جبار یار براہوئی ادب کے طنزومزاح کے باب کو بنیاد فراہم کرنے والے ادیب وشاعر کہلاتا ہے۔ یعنی ان کی ادبی تخلیقات سے براہوئی ادب میں طنزومزاح کو کافی زیادہ پزیرائی ملی۔ آج بھی اگر ہم براہوئی زبان وادب سے مرحوم جبار یار کی تخلیقات کو نکالے تو پھر ہمارے پاس طنزومزاح کا باب مکمل خالی رہ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ براہوئی زبان میں پیروڈی کو بھی جبار یار نے متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ ترقی بھی دی۔ جبار یار براہوئی زبان کے بہت سے نامور شعراء کے شعری کلام کا پیروڈی تخلیق کیا ہے۔ اس کے پیروڈی کے انداز بیان اور تخلیق کو پرکھنے کے لیے ہم اس کی ایک پیروڈی یہاں نقل کرتے ہیں۔ مرحوم جبار یار نے براہوئی زبان کے نامور شاعر وادیب ڈاکٹر عبدالرزاق صابر کے ایک شعر کا یوں پیروڈی لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا شعر ہے،

"تباہ مس بلبل چمن موئی کیک
ہشنگا جغر کل بدن موئی کیک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

کنا حالتا آسمان رحم کر
تخوک قبر ٹی ای کفن موڈ کیک
ارے کنکن محشر ڈغار نا بجا
ارانگ کاڑای کوہ ودمن موڈ کیک
ہنا طاقت وتاب ختتا کنا
ہشنگو کا اُست دے ونن موڈ کیک
ہنو کا جہان آن رزاق صابرءِ
کہ یادٹ تہ مچاوطن موڈ کیک"9

درج بالا شعر کی پیروڈی مرحوم جباریار نے اپنے کتاب "بشخندہ" میں "موڈ" (دھواں) کے عنوان سے اس طرح تخلیق کی ہے،

"اے ظالم کنا جان او تن موڈ کیک
ناچُج آتیان کل بدن موڈ کیک
خطا اس کریٹ انت سا تمتو
کنا حالا مچا چمن موڈ کیک
ای فریاد کیوہ دالٹھا تیان
ناہر چمبہ غان مون خن موڈ کیک
کنا بلغڑے ہم خدا خلکنے
چڑہ توسنے پیرسن موڈ کیک
دنو خاخرس جان ٹی لگفیس
کنا کوس ناہر بٹن موڈ کیک"10

یہاں سے براہوئی ادب میں پیروڈی کا رواج پڑ جاتا ہے۔ پھر کچھ اور شعراء حضرات اپنے تخلیقی صلاحیت کو بروکار لا کر طبع آزمائی کرتے ہیں۔ جباریار کی مزاحیہ شاعری بھی اپنی مثال آپ ہے۔ معاشرے کے مختلف مسائل اور برائیوں کو اصطلاح کے طور پر مزاحیہ شاعری کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ براہوئی ادب کی نظم ونثر میں طنزو مزاح کا حصہ جباریار کے بغیر نامکمل ہو گا۔

براہوئی ادب میں پیروڈی کو جباریار کے بعد جس نے اپنا موضوع سخن بنایا وہ ہے عبد اللہ جوہر۔ محترم عبد اللہ جوہر بھی براہوئی ادب کی طنزومزاح میں اپنے کمالات کا جوہر منوایا ہے۔ مزاحیہ شاعری کو عروج بام تک پہنچایا ہے۔ وہ اپنے اس تخلیقی عمل میں جباریار کو اپنا روحانی استاد قرار دیتا ہے اور اس بارے میں وہ کہتا ہے کہ "جب میں جباریار کے غزلیات کے کتابوں کو پڑھنا شروع کیا تو مجھے بھی مزاحیہ غزل لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مرحوم جباریار کو اپنا روحانی استاد مانتا ہوں۔"11

عبد اللہ جوہر نے اپنے تخلیقی صلاحیتوں سے براہوئی زبان کے کچھ نامور شعراء کے شعری کلام کا پیروڈی لکھا ہے۔ براہوئی زبان کے انتہائی قابل شاعر محترم بشیر احمد شاد کے مندرجہ ذیل شعر کا پیروڈی عبد اللہ جوہر نے لکھا ہے۔

"اومہر ناصد اغا تینے نی سر کرک
پرّک مرک چراغا تینے نی سر کرک
سر تا کہ تینے کسک بے چینءِ نیکہ او

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

اوناہُرک وفاغا تینے نی سر کرک

مہران تہ وسم ناہڑ تو مہ غا جہان

اے مہرناد عاغا تینے نی سر کرک

زیبائے باغ جنت نت تاتہ کیرہ غان

جنت ناپاوہ باغا تینے نی سر کرک

تس پنت لمہ جیجا پارے کنے بشیر

مس شام زوُراغا تینے نی سر کرک"12

عبداللہ جوہر نے اس شعر کا پیروڈی "نصیحت" کے عنوان سے یوں نوشتہ کیا ہے،

"شامان مست اُراغا تینے نی سر کرک

پرک مرک چراغا تینے نی سر کرک

نے آرپوٹ کیوہ پگہ ہرے کریس

بن ہیتے داصفاغا تینے نی سر کرک

انکار دعوتے نی کپہ امیری آ

ہر چرپ انگا گڑاغا تینے نی سر کرک

ہمسایہ ناُراٹی وختس کہ شور مس

او تاجڑا بڑاغا تینے نی سر کرک

کاریم سے ٹی آختہ لمہ چناتا مس

ہو غوکا اے چناغا تینے نی سر کرک"13

عبداللہ جوہر نے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے پیروڈی تخلیق کی ہے۔ اپنی کتاب "ٹاکو تاٹیکی" میں براہوئی زبان کے نامور شعراء رحیم ناز، فتح شاد، بشیر احمد شاد اور حمید عزیز آبادی کے شاعری کا پیروڈی لکھا ہے۔

براہوئی زبان کے مزاحیہ ادب کے نامور شاعر ونثر نگار احمد نعیم نے بھی پیروڈی کے صنف پر تخلیق کیے ہیں۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے مشہور نظم "شکوہ" کا پیروڈی احمد نعیم نے "نیاڑی ناگلہ "عورت کا شکوہ کے عنوان سے تخلیق کیا ہے۔ اس پیروڈی کا کچھ مصرعہ یوں ہیں،

"قید بُندرٹی مرے زند پا خاموش امہ

ڈول آ تعویز ناہروڑنا مرے پوش امہ

زندائی غم تا چڑہ کنڈ ای شیموش امہ

زہرانا پیالہ ءای کیوہ چڑھ نوش امہ

نی تینے کشسہ ہر وار چمن تا کنڈ آ

پوک مش تیسہ تہوائی نی ثمن تا کنڈ آ

عقل نیاڑی نا کڑی ٹیءتو مشہور ارین

مون اَٹی شوم انا حیران تو مجبور ارین

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

بندغ اس کس اَکے واکس اَکے نن حوراریں

حق اَناہیت ءِ اَگہ کینہ تومعذوراریں

کسہ ءِتینااُرائی نااسیکابن نی

تیناہیت آتے تباہی نااسیکابن نی"14

احمد نعیم کی کتاب "الف ب" میں علامہ اقبال کے نظم شکوہ کے پیروڈی کے علاوہ براہوئی زبان کے جدید شاعر، ادیب پروفیسر ڈاکٹر منظور بلوچ، محترم اقبال ناظر اور محترم غمخوار حیات کے شاعری کے پیروڈی بھی لکھا گیاہے۔ مرحوم احمد نعیم نے اپنے تخلیقی صلاحیتوں سے براہوئی ادب کے طنزومزاح کو کافی ترقی دی ہے۔ وہ ادب کے اس حصے میں شاعری کے ساتھ ساتھ مزاحیہ نثر بھی نوشت کرچکے ہیں۔ کچھ خاکے بھی لکھے ہیں۔

براہوئی ادب میں پیروڈی کے صنف پر اب مزید تخلیقات ہو رہے ہیں۔ ادب کے جدید اصناف پر براہوئی زبان کے ادباء ودانشور حضرات اپنے ادبی خیالات وافکار سے تخلیق کے میدان میں اپنا جوہر دیکھا رہے ہیں۔ لیکن براہوئی ادب میں جتنا زیادہ شاعری پر تخلیقات ہوئے ہیں اتنا پیروڈی میں نہیں ہوا ہے۔ پیروڈی کو استعمال کرنے والے بہت کم شاعر نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ براہوئی، سوسن، "براہوئی لوک نثری ادب کا تحقیقی مطالعہ"، براہوئی اکیڈمی کوئٹہ، 2023ء، ص، 39-41

2۔ صدیقی، ظہیر، پروفیسر، پیش لفظ "پیروڈی" مظہر احمد، شبانہ پبلی کیشنز ترکمان گیٹ دہلی، 1991ء

3۔ آغا، وزیر، ڈاکٹر، "اردو ادب میں طنزومزاح" اکادمی پنجاب ٹرسٹ، لاہور، 1958ء، ص48

4۔ احمد، مظہر، "پیروڈی"، شبانہ پبلی کیشنز ترکمان گیٹ دہلی، 1991ء، ص، 4

5۔ تھانوی، شوکت، پیش لفظ "پیروڈی" مظہر احمد، شبانہ پبلی کیشنز ترکمان گیٹ دہلی، 1991ء، ص، 43

6۔ احمد، مظہر، "پیروڈی"، شبانہ پبلی کیشنز ترکمان گیٹ دہلی، 1991ء، ص، 5

7۔ آبادی، عزیز، حمید، "ہفتہ ئی تلار" تاک 11، 39-22 اکتوبر 2021، ص، 2

8۔ سنی، لیاقت، ڈاکٹر، "براہوئی پوسکن آشاعری، ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، 2009ء، ص، 149

9۔ صابر، عبدالرزاق، ڈاکٹر، "شیپول"، براہوئی ادبی سوسائٹی کوئٹہ، 2002ء، ص، 82

10۔ یار، جبار، "بشخندہ"، براہوئی ادبی سوسائٹی کوئٹہ پاکستان، 2001ء، ص، 100

11۔ جوہر، عبداللہ، "ٹاکو تاٹیکی"، براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ، 2020ء، ص، 20

12۔ شاد، بشیر احمد، "نے آن پد"، براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ، 2015ء، ص، 43

13۔ جوہر، عبداللہ، "ٹاکو تاٹیکی"، براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ، 2020ء، ص، 49

14۔ نعیم، احمد، "الف ب"، آماچ ادبی دیوان (رجسٹرڈ) مستونگ، 2018ء، ص، 112